Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Social Reforms of the Prophet Muhammad (peace be upon him) and their Implementation in the Modern Era

نبی کریم ﷺ کے معاشرتی اصلاحات اور عصر حاضر میں ان کا نفاذ

Sawira D/O Muqtadir Khan
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
sawirak024@gmail.com
Hafsa D/O Muhammad Gufran
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
hafsaghufran4@gmail.com
Associate Professor Dr. Naseem Akhter*
Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
(Corresponding Author) khtr_nsm@yahoo.com

Abstract

In the time of the Holy Prophet Muhammad (Peace Be upon Him), a transformative system of social reforms was introduced that aimed to eradicate oppression, class discrimination, and racial superiority. The Prophet established principles of justice, equality, and high moral standards, which were radical for his era. His teachings encouraged individuals to respect the rights of others and to treat everyone with dignity, irrespective of their religion, tribe, or background, thereby fostering a sense of mutual respect and kindness within the community.

Key elements of the Prophet's reforms included the promotion of social justice and the rejection of inhumane traditions. By laying down a framework based on Islamic values, he created a society that emphasized the importance of moral integrity and compassion. The teachings of the Prophet (PBUH) serve as a timeless model, urging individuals to uphold the rights of others and build relationships founded on respect and equality. This vision is crucial in addressing contemporary issues like unrest and injustice prevalent in today's world.

It is important that to cultivate a harmonious society, we must draw inspiration from the life and teachings of the Prophet Muhammad (PBUH). By adopting the principles of justice and moral character that he exemplified, we can work towards rectifying the social injustices we face today. Implementing these Islamic values can lead to a more equitable and compassionate society, reflecting the ideals championed by the Prophet during his lifetime.

Keywords: *Holy Prophet Muhammad (Peace Be upon Him), justice, equality, a harmonious society, Islamic values*

معاشرہ:

لغوی معنی : "جماعتی زندگی جس میں ہر فرد کو رہنے سہنے، اپنی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے دوسروں سے واسطہ پڑتا ہے "۔ [1] لیکن عمرانیات میں معاشرے کی اصلاح اپنی مخصوص معنی رکھتی ہیں ۔ اسے وسیع اور محدود دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے ۔مختلف ماہرین ہی عمرانیات نے معاشرے کی کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہیں۔

اسپینسر کہتا ہے "معاشرہ افراد کی ایک تعداد کا اجتماعی نام ہے اور بس ۔"جان اب سوبر کہتا ہے یہ ایک ایسا بہت بڑا انسانی گروہ ہے جو کافی عرصہ سے اکٹھا رہا ہو، حتی کہ منظم ہو گیا ہو ،جس کے افراد اپنے اپ کو وحدت میں منظم کرے۔ گویا معاشرہ ایسا مجموعہ ہے جو مشترک مفاد کے لیے ایک دوسرے سے تعاون کرتا ہے۔[2]

اسلامی معاشرہ :

ایسا معاشرہ جو قران و سنت کی تعلیمات پر قائم ہو، جہاں عدل ،اخوت ، تقوی ،مساوات ،رواداری خیر خواہی اور اللہ کے احکامات کی پیروی کی جاتی ہو،ایسے معاشرے کو اسلامی معاشرہ کہا جاتا ہے ۔یہ معاشرہ نہ صرف حقوق و فرائض کا توازن رکھتا ہے بلکہ فردو جماعت دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک ایساہی فلاحی معاشرہ قائم فرمایاجو تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔

پس منظر:

عرب کا علاقہ زیادہ تر صحرائی تھا پیداوار اور ذرائع آمدنی محدود تھے ۔زیادہ تر آبادی خانہ بدوش تھی ۔یہ غیر ترقی یافتہ اور حصول تعلیم سے بیگانہ تھی ۔زیادہ فکر پیٹ بھرنے کی رہتی تھی ۔جس کے لیے وہ چھین کر کھا لینے ، لوٹنے اور قتل و غارت میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے پر فخر کرتے ۔ایک دوسرے کو نسب کے طعنے دیتے اور قبیلے کے جوان اپنی بہادری کا سند حاصل کرنے کے لیے دوسرے قبیلے والوں کا خون بہانے کے لیے بے چین رہتے ۔حافظ ابن اسیر نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ اس وجہ سے عرب کی سرزمین پر اسلام سے قبل بے شمار چھوٹی موٹی اور بڑی لڑائیاں ہو چکی تھیں۔ جن کو شمار نہیں کیاجاسکتا۔[3]

اسی طرح عرب معاشرے میں زناکاری تمام طبقات میں عروج پر تھی ۔البتہ کچھ مرد اور کچھ عورتیں ایسی تھی جنہیں اپنی بڑائی کا احساس اس برائی کے کیچڑ میں لت پت ہونے سے باز رکھتا تھا۔ آزاد عورتوں کا حال لونڈیوں کی نسبت اچھا تھا۔[4]

عرب معاشرہ بے حیائی زنا کاری ،شراب نوشی ،جوابازی اور بہت سی برائیوں کی ہم آماجگاہ تھیں۔ ایک ایسے معاشرے کی اصلاح کرنا جو صدیوں سے گناہوں اور برائیاں کے دلدل میں پھنس چکی تھیں، یقینا ایک مشکل کام تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہترین حکمت عملی کے ذریعے عرب کے جاہل اور بدوی معاشرے کو ایک منظم اور اسلامی معاشرے میں تبدیل کیا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 23 سال کے قلیل عرصے میں ان کے ذہنوں کو تبدیل کیااور ایک ایسے اسلامی معاشرے کی بنیادرکھی جو جاہلیت کے معاشرتی نظام کے بالکل برعکس تھی اور رہتی دنیا کے لیے ایک مثال بن گئی۔

اسلامی معاشرے کاارتقا

اسلام تاریخ کا ایک حیرت انگیز اور اہم ترین باب ہے۔ جس نے نہ صرف عربوں کی کایا پلٹ دی بلکہ اس نوع انسانی پر بہت بڑا احسان کیا۔اسلام نے علم کو عوام کے لئے عام کیا اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس کا حصول فرض قرار دیا۔اس نے انسان اور اللہ میں براہ راست رشتہ قائم کیا۔گبن کے الفاظ میں" اسلام ایک ایسا انقلاب تھا جس نے اقوام عالم کی سیرت پر ایک نئی پائیدار مہر ثبت کر دی ۔"اسلام نے عوام کو اس پر سودہ تہذیب سے باہر نکالا جس نے صدیوں سے ان کی زندگی اجیرن بنا دی تھی ۔ اسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں عرب معاشرے کو فرسودہ رسم ورواج اور ذہنی واخلاقی پستی سے نکال کر تہذیب وتمدن کی رفعتوں تک پہنچادیا۔[5]

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا تصور پیش کرتا ہے ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو عدل و انصاف،، مساوات، اخلاقی اقدار ،حسن سلوک اور معاشرتی حقوق پر مبنی تھا ۔ان اصلاحات کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب معاشرے کو ایک مہذب معاشرے میں تبدیل کیا۔اس انقلاب کا آغاز دعوت و تبلیغ سے ہوا،جو ان اصلاحات کا بنیادی ذریعہ تھا۔

دعوت و تبلیغ : اصلاحات کا بنیادی ذریعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سب سے پہلے معاشرے کی اصلاح کے لیے دعوت و تبلیغ شروع کی۔ لوگوں کو توحید کی طرف بلایا شرک اور بت پرستی سے منع کیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں 13 سال گزاریں ان 13 سالوں میں اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عملی قانون نافذ نہیں کی ،صرف دعوت و تبلیغ کے ذریعے ان کے ذہن اور سوچ کو بدل دیا۔قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ"[6]

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا واقف ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 13 سال مکی دور میں دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو نرم کیا،ان میں معاشرتی ناانصافی اور ظلم کے خلاف شعور پیدا کیااور ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ میں عملی اصلاحات نافذ کیں۔

: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معاشرتی اصلاحات

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بہترین حکمت عملی کے ذریعے معاشرتی سطح پر جو بنیادی اصلاحات نافذ کیں، وہ انسانی تاریخ میں انقلاب کا سبب بنیں،ان اصلاحات میں سے چند درج ذیل ہیں:

: عدل وانصاف

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود اپنے عہد میں عدل و انصاف کے تمام تر تقاضوں کو عملاًپورا کر کے دکھا دیا اور اپنے اسوہ حسنہ سے انصاف کا ایسا نظام پیش کیا کہ آج تک دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔[7]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عدل و انصاف کے معاملے میں امیر و غریب کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی تمام تر رحمت اور الفت کے باوجود حدود اللہ کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے ۔چنانچہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار سوخ عورت کی چوری کی سزا معاف کرنے کی سفارش کی،تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمْ الْمَرْأَةُ الْمَخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَ ايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا"[8]

"عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ کے سوا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرنے آئے ہو۔" پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے"۔

آپ صلی اللہ علیہ ہ وسلم نے ہر انسان کے جملے حقوق کا تحفظ فرمایا ہے جو عدل و انصاف کی بنیاد ہے ۔"مسجد نبوی کی جگہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک مسجد نبوی کی بنیاد نہ رکھی ۔جب تک ان کی قیمت ادا نہیں کی تھی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں تو بلا قیمت مسجد نبوی کی بنیاد رکھ سکتے تھے لیکن یہ پیکر عدل وانصاف کی شان کے خلاف تھا۔[9]

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عرب معاشرے میں عدل و انصاف قائم کر کے عرب معاشرے کو ایک منصفانہ معاشرے میں تبدیل کیا۔ جہاں پر ہر ایک کو اس کے برابر بنیادی انسانی حقوق حاصل تھے۔

: خواتین کے حقوق کی بحالی

انسانی زندگی میں فساد اور خوشحالی کی بنیاد مرد اور عورت کی باہمی تعلقات ہے۔ عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں بھی دونوں کا برابر کا حصہ ہے ۔ عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح و بقا کا انحصار تقریبا عورت ہی کی حیثیت پر منحصر ہے۔ عورت کا حیثیت، اس کا کردار و عمل اور اس کی حیات بخش صلاحیتیں معاشرے کے عروج وزوال کا سامان ہیں۔[10]

اسلام سے قبل تمام مذاہب(یہودیت ،عیسائیت ،بدمت، جین مت اور ہندومت وغیرہ) میں اور عرب معاشرے میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی عورت کو محض دل عورت کو محض دل بہلانے کا کھلونا سمجھا جاتا تھا ۔عورت اس دور میں معاشرے کا کمتر طبقہ تھا ۔لڑکیوں کو زندہ درگور کرتی تھی ۔میراث میں عورتوں کا کوئی حق نہیں تھا۔

اسلام نے خواتین کو جو عزت مقام ومرتبہ اور معاشرتی حقوق دیے ہیں دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیے۔اسلام نے عورت کو ماں بہن ،بیٹی اور بیوی کے روپ میں اہم مقام دیا ہے۔ قران پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا"[11]

"ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے"۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا"[12]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ایمان میں سب سے کامل مومن وہ ہے جو سب سے بہتر اخلاق والا ہو، اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہو'"۔

اسلام نے عورت کو وراثت میں ،نکاح میں رضامندی اور تعلیم کے حصول جیسے بنیادی حقوق دیے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی اچھے طریقے سے پرورش پر جنت میں اپنے ساتھ قریب ہونے کی بشارت دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ"[13]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'جس نے دولڑکیوں کی کفالت کی تو میں اوروہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے'، اورآپ نے کیفیت بتانے کے لیے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیانی) سے اشارہ کیا"۔

مساوات اور برابری:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں مساوات اور برابری کی عمدہ مثالیں پیش کیے جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے ۔ایک موقع پر معزز قبیلے کی ایک بااثر عورت چوری میں پکڑی گئی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔[14]

"حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَاظُمَهَا بِآبَائِهَا، فَالنَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللَّهِ، وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ، وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ"[15]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا: 'لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا فخر وغرور اور خاندانی تکبر ختم کر دیا ہے، اب لوگ صرف دوطرح کے ہیں (۱) اللہ کی نظر میں نیک متقی ، کریم وشریف اور (۲) دوسرا فاجر بدبخت ، اللہ کی نظر میں ذلیل وکمزور، لوگ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں۔ اورآدم کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس حدیث کی رو سے تمام انسان آپس میں برابر ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجتہ الوداع میں اعلان فرمایا: "کسی گورے کو کالے پر اور عربی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں"۔[16]

۔ معاشرے میں رنگ ونسل اور خون و پیشہ کی بنیاد پر جو تفرقات قائم تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلی امتیازات کو یکسر مٹا دیا اسلام چونکہ ظاہری اعمال سے متعلق مکلف ہے اس لئے اگر کوئی فرق کرتی بھی ہے تو اس کی بنیاد تقویٰ پر ہیں، رنگ ونسل پر نہیں۔[17]

قران پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"[18]

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے قبیلے بنا دیئے ،ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے،یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے"۔

مختلف خاندانوں اور قبیلوں کی تقسیم جان پہچان کے لئے ہیں۔ تاکہ آپس میں پیار و محبت قائم ہو ۔ اس کا مقصد ایک دوسرے پر فوقیت کا اظہار نہیں ہے۔ لیکن بد قسمتی سے آج ہم نے حسب نسب کو برتری کی بنیاد بنا دی ہیں جس کا اسلام میں کوئی قیمت نہیں ہے ۔ حالانکہ اسلام نے آکر اسے مٹایا تھا اور اسے جاہلیت قرار دیا تھا۔[19]

ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اصل عظمت رنگ ونسب میں نہیں بلکہ کردار اور تقوی میں

بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا خاتمہ

اسلام سے قبل عرب معاشرہ جاہلانہ رسم و رواج سے بھرا ہوا تھا ا۔ن میں ایک دردناک اور انسانیت سوز رسم بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا تھا۔بیٹی کو باعث شرم اور رسوائی تصور کرتے تھے۔ اس شرم اور رسوائی سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے ۔قرآن کریم نے اس غیر انسانی اور جاہلی رسم کی سختی سے مذمت کی ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ "[20]

"جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئ "۔

اسی طرح قران پاک میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالی نے ان کی اس روش کا ذکر کیا ہے جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہو جاتی تو یہ لوگ بہت غمگین اور بے چین ہوتے اور اس کے دفن کرنے کی منصوبے بناتے رہتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ، يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"[21]

"ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے ۔ اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں"؟

۔"[22] " قیس بن عاصم نے زمانہ جاہلیت میں اپنی آٹھ دس بیٹیاں دفن کی تھی گویا لڑکیوں کی زندگی کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس ظلم کا سختی سے خاتمہ کیا اور بیٹی کو رحمت قرار دیا۔حضرت انس رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ"[23]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'جس نے دولڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے'، اور آپ نے کیفیت بتانے کے لیے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیانی) سے اشارہ کیا"۔

ان آیات و حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف بیٹی کو زندہ رہنے کا حق دیا بلکہ تعلیم ،محبت، وراثت جیسے بنیادی حقوق عطا کیے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل، اقوال اور معاشرتی اصلاحات اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام نے عورت کو پستی سے اٹھا کر عزت کے مقام پر فائز کیا۔

غلامی کی اصلاح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے دور میں ہوئی جب غلامی ایک عام مستحکم اور معاشی نظام کا حصہ تھی "اس دور میں غلام بنانے کا طریقہ یہ ہو تا تھا کہ کوئی بھی طاقتور کسی بھی کمزور کو پکڑ کر لاتا اور اسے اپنا غلام بنا لیتا تھا۔ غلام اپنے مالک کے حکم کا پابند تھا ، اور اگر غلام آٹھ دس ہوتے تو اپنی ضرورت کے مطابق غلام رکھ لیتے بقیہ غلاموں کو پیسے لے کر فروخت کر دیتے۔"[24]

اسلام نے نہ صرف غلاموں کے حقوق متعین کیے بلکہ غلامی کو فوری طور پر ختم کرنے کے بجائے تدریجی طریقے سے اس کی اصلاح کی ۔تاکہ انسانی عزت و مساوات کو بحال کیا جا سکے ۔"اسلام نے غلاموں کو بھی ان حقوق سے نوازا ہے جو ایک آزاد انسان کو حاصل ہیں ،مثلا جان کا تحفظ ،حدود و شریعت میں رفتار و گفتار کی آزادی ،نکاح و طلاق کے معاملے میں آزادی ، تحصیل علم و کمال کے معاملے میں آزادی۔ یہ سب حقوق اسلام نے غلام کو عطا فرمائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ ہ وسلم نے غلام اور باندی بنانے کے قدیم مختلف طریقوں کو مٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی طریقے کو باقی رکھا ۔اسلام سے پہلے عام دستور تھا کہ فکر وفاقہ کے باعث یا قرض کے دباؤ میں لوگ اپنے بچوں کو یا خود اپنے آپ کو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے اور لوگ ان کو اپنا غلام بنا لیتے تھے۔[25]

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قَالَ: «نَعَمْ، هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ يُكَلِّفُهُ مِنَ العَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ"[26]

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں ، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ما تحتی میں دیا ہے ، پس اللہ تعالیٰ جس کی ما تحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہئے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور جو وہ پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لیے نہ کہے ، جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لئے کہنا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے"۔

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام آزاد کرنا گناہ کا کفارہ اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا، اسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ"[27]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ ہ وسلم نے غلامی کی ان سب سورتوں کو سخت ناجائز اور موجب عذاب الہی قرار دیا اور صرف ایک صورت کو باقی رکھا یعنی وہ لوگ جو جنگ میں گرفتار کیے جائیں، امام یا قاضی ان کو بطور مصلحت و سیاست کے غلام یا باندی بنا سکتے ہیں لیکن یاد رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت دی ہے حکم نہیں دیا۔[28]

اسلام نے غلام کو معاہدے کے ذریعے آزادی حاصل کرنے کا بھی حق دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا"[29]

"تمہارے غلاموں میں سے جو کوئی کچھ تمہیں دے کر آزادی کی تحریر کرانی چاہے تو تم ایسی تحریر انھیں کر دیا کرو اگر تم کو ان میں کوئی بھلائی نظر آتی ہو"۔

۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں غلاموں کے حقوق متعین کیے اور ان کو معاشرے کا قابل قدر شخصیت قرار دیا

رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ دار وں کی حقوق ایک فطری تقاضا ہے جسے معاشرتی احساس نے تقویت دی ہے ۔انسان سب سے پہلے گرد و پیش کے جن لوگوں سے متعارف ہوتا ہے وہ اس کے اپنے رشتہ دار ہوتے ہیں ۔اس کی ذات پر اسی قریبی رشتے کا گہرا اثر مرتب ہوتا ہے اور وہ انہیں اپنے قریب محسوس کرتا ہے۔اسلام نے اقرباء کے حقوق کو اس طرح محفوظ کیا ہے کہ اس کا معاشرتی،اخلاقی اور معاشی اعتبار سے خوشگوار اثر ہوتا ہے۔[30]

اسلام نے رشتہ داروں کی حقوق متعین کیے اور والدین کے بعد رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور پیارا ومحبت سے پیش آنے کی تاکید کی ہے ۔قران پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔"وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ
وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا"[31]

"اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو(ا)اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو" ۔

رشتہ داروں کے ساتھ مالی امداد اور اخلاق حسنہ سے پیش آنے سے معاشرے میں باہمی اتحاد ہوتا ہے اور محبت کی فضا قائم ہوتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلق کو سختی سے منع فرمایاہے۔اور اس پر وعید سنائی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ،"أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لاَ يَدْخُلُ الجَنَّةَ قَاطِعٌ"[32]

"محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قطعی رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا"۔

آپ ﷺ نے صلہ رحمی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:"صلہ رحمی کرنے وہ نہیں جو بدلے میں صلح رحمی کرے بلکہ وہ ہے جو قطع تعلق کے باوجود رشتہ جوڑے۔"[33]

مندرجہ بالا احادیث رشتہ داروں کے حقوق پر زور دیتی ہے اور معاشرتی اصلاح کے لئے ان کے حقوق کے ادائیگی پر زور دیتاہے۔

معاشرتی بھائی چارہ:

معاشرتی بھائی چارہ کسی بھی معاشرے کی ترقی ،اتفاق واتحاد اور ہم اہنگی کی بنیاد ہوتا ہے۔ معاشرتی بھائی چارہ وہ اخلاقی وسماجی اصول ہے جو افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔آپس میں پیار ومحبت،اخوت اور باہمی اعتماد پیدا کرتا ہیں۔قران مجید میں اللہ تعالی
نے اخوت کے تصور کو اس طرح بیان کیا ہے۔ سورۃ الحجرات
"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚوَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[34]

"سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو(ا)اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے معاشرتی بھائی چارے کو نہ صرف قول سے بلکہ عمل سے ثابت کیا ۔آپ ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان موخات قائم کرکے ایک مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حَـدَّثَنَا يَحْيَى بْـنُ بُكَيْرٍ حَـدَّثَنَا اللَّيْـثُ عَـنْ عُقَيْـلٍ عَـنْ ابْـنِ شِـهَابٍ أَنَّ سَـالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْـدَ اللَّهِ بْـنَ عُمَـرَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهُمَـا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُـولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ"[35]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے"۔

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ" مدینہ منورہ پہنچ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے گھر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا مواخات کا رشتہ قائم کیا اور پھر دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات قائم کیا۔"[36]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو رشتہ اخوت میں باندھ کر ان کے درمیان نفرت ،عداوت ،بغض ،کینہ اور حسد جیسی برائیوں کا قلع قمع کر دیا ۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و امداد کی تلقین کی ہے۔ اسی طرح اگر معاشرے میں باہمی نزاع ا ہو یا جھگڑا ہو تو قران کریم ہمیں حکم دیتا ہے۔جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:اگر دو گروہ آپس میں لڑ پڑے تو ان میں صلح و مصالحت کرا دوں۔

لہذا معاشرے میں امن و امان اور سکون اطمینان کے لیے باہمی اخوت اور بھائی چارہ لازمی ہے۔

تعلیمی اصلاحات:

اسلامی تعلیمات کی بنیاد علم و حکمت پر ہیں سب سے پہلے وحی ہی تعلیم سے متعلق نازل ہوئی۔جیسا اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ"[37]

اس آیت میں اللہ تعالی نے انسان کو لکھنے پڑھنے کی تاکید کی ہیں ۔ علم ہی کی بدولت انسان حق وباطل وبلا اور اچھے برے میں تمیز کرتا ہے۔ اسلام سے پہلے عربوں میں لکھنے پڑھنے کا کوئی خاص رواج نہیں تھا ۔اگرچہ زبان کی فصاحت و بلاغت میں عربوں کا کوئی ثانی نہیں تھا لیکن لکھنا پڑھنا بہت کم لوگ جانتے تھے ۔ اس دور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا تعلیمی نظام قائم کیا جو دنیا کے لئے ایک نمونہ بن گیا۔"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں باقاعدہ صفہ کے نام ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی ۔اس طرح غیر رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسمی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے حصول ،اس کی اشاعت اور ترسیل کے لیے زبردست تحریک چلائی ۔" [38] "صفا کی درسگاہ میں سب سے پہلے معلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی معلم تھے۔"[39]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو رنگ و نسل اور طبقے سے بالاتر کرکے ہر ایک کے لیے عام کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر ہوتی ہے"[40]۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:"جو علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک واپس نہ آئے۔"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو اتنی اہمیت دی تھی کہ بدر کے قیدیوں کو حکم دیا کہ اگر وہ دس مسلمانوں کو لکھنے پڑھنا سکھا دیں گے تو وہ آزاد ہو سکتے ہیں ۔"[41] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بھی تعلیم کی ترغیب بھی دی ہیں ،"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں علم حاصل کرتی تھیں ۔اور ان کے

لئے تعلیم کا خاص طور انتظام کیا جاتا تھا۔"[42] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی اصلاحات کے ذریعے دنیا میں پہلی بار ایک منصفانہ ،مساوی ،اخلاقی اور عملی تعلیم نظام کی بنیاد رکھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو ہر ایک کے لیے عام کرکے جہالت اور تاریکی کو ختم کر ڈال۔یہ اصلاحات آج بھی کامل اور کامیاب تعلیمی نظام کے لئے رہنما اصول فراہم کرتے ہیں

معاشی اصلاحات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور مبارک نہ صرف دینی وروحانی اصلاحات کا حامل تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی، معاشرتی اور سماجی شعبوں میں بھی انقلابی تبدیلیاں لائیں ۔معاشی عدل، استحصال کا خاتمہ اور ایک فلاحی اسلامی اصولوں پر مبنی معیشت کی بنیاد رکھنا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا اہم پہلو ہے ۔" اسلام سے پہلے معاشی لحاظ سے معاشرے کی حالت یہ تھی کہ اس میں سود اور سود جیسے بہت سے معاشی معاملات عام تھے ۔اس معاشرے میں حلال وحرام کی کوئی تمیز نہیں تھی۔ زبردستی سے ایک دوسرے کا مال چھین لیتے اور کھاتے تھے اور اس کو اپنا حق سمجھتے تھے۔"[43]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی نظام حکومت کے تحت معاشی حقوق اور معاشی عدل کا ایک عظیم الشان تصور قائم کیا تھا اور پھر اپنی عملی زندگی میں اسے نافذ کرکے دکھایا۔قرآن کریم اللہ تعالی نے ایک آیت میں ہی میں اسلام کے نظام معیشت کا خلاصہ یوں بیان فرمایا ہے ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"مَّـا أَفَـاءَ اللَّهُ عَلَـىٰ رَسُـولِهِ مِـنْ أَهْـلِ الْقُـرَىٰ فَلِلَّـهِ وَلِلرَّسُـولِ وَلِـذِي الْقُرْبَـىٰ وَالْيَتَـامَىٰ وَالْمَسَـاكِينِ وَابْـنِ السَّـبِيلِ كَيْ لَا يَكُـونَ دُولَـةً بَـيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ"[44]

"بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے" ۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے واضح فرما دیا کہ ہم نے دولت تقسیم کرنے کا نظام اس لئے مقرر کیا تاکہ دولت صرف امیروں کے ہاتھ میں گردش نہ کرتے رہے بلکہ سارے معاشرے میں گردش کرے اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہو ۔اسلام سے پہلے عربوں میں تجارتی قرضے اور سودی نظام رائج تھا۔جس کی وجہ سے معاشرہ معاشی استحصال کا شکار تھا۔

اسلام نے معیشت میں سودی نظام کو ختم کر دیا۔ اور زکوۃ کے نظام کو رائج کیا۔ تاکہ امیروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کی ضرورت بھی پوری ہو سکیں ۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سود کے خاتمے کا اعلان کیا تھا۔

"عَـنْ سُـلَيْمَانَ بْـنِ عَمْـرِو بْـنِ الْأَحْـوَصِ، عَـنْ أَبِيـهِ، قَـالَ: سَـمِعْتُ النَّبِيَّ صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ، يَقُـولُ فِي حَجَّـةِ الْـوَدَاعِ: «يَـا أَيُّهَـا النَّـاسُ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ، لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ"[45]

"حضرت عمرو بن احوصؓ سے روایت ہے'انھوں نے فرمایا:میں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ سے سنا'آپ فر رہے تھے:''اے لوگو! سنو!جاہلیت کا ہر سود کالعدم ہے'صرف اصل زر تمہارا حق ہے'نہ تم ظلم کرو'نہ تم پر ظلم کیا جائے"۔

عصر حاضر میں معاشرتی اصلاحات کا نفاذ:

معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور افراد کی اصلاح کرنا ہی معاشرتی ترقی کی بنیاد ہے ۔عصر حاضر میں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی کی ہے ۔ اتنی ہی اخلاقی ، سماجی اور روحانی کمزوری نظر آتی ہے۔ ایسے حالات میں معاشرتی اصلاحات کا نفاذ ضروری ہیں ۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے ظلم ،جہالت ،نا انصافی ،بت

پرستی ،معاشرتی نابرابری اور بہت سی معاشرتی برائیوں کو ختم کر کے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو اخوت ومساوات پر مبنی تھا ۔آج ہمیں بھی نبی کریم ﷺ کے انہی طریقوں کو اپناتے ہوئے معاشرتی اصلاحات نافذ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرہ جو پھر سے جاہلیت کے دور کی عکاسی کرتی ہے ،اس کی اصلاح ہو سکیں ۔ مفتی محمد امین پالنوری تحریر کرتے ہیں :"کہ معاشرے کی اصلاح اور فلاح وکامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ خوف خداوندی اور فکر آخرت ہیں۔ اس لئے معاشرے میں خوف خدا اور فکر آخرت کا احساس جتنا زیادہ ہوگا معاشرہ اتنی ہی ترقی کرے گا ،اس کے برعکس جب معاشرے میں خوف خدا اور فکر آخرت ختم ہو جائے تو معاشرے میں قسم قسم کی برائیاں پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں ،کیونکہ انسان خلوت و جلوت میں برائیوں سے اسی وقت بچ سکتاہے جب اس کے دل میں یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر وقت ہر جگہ دیکھ رہاہے۔[46]

عصر حاضر میں جن معاشرتی اصلاحات کا نفاذ انتہائی ضروری ہے ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(1) معیاری اور مقصد ی تعلیم کا فروغ : عصر حاضر میں ایک ایسے تعلیمی نظام کا قیام ضروری ہے جس کا مقصد صرف ڈگری حاصل کرنانہ ہو بلکہ ایسے تعلیمی ادارے کا قیام ناگزیر ہے جو علم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت ،دینی شعور ،اور تخلیقی سوچ پر مبنی ہو۔ جو معاشرہ کی اصلاح میں بہتر کردار ادا کریں۔

(2) عدل و انصاف کا عملی نفاذ: معاشرہ اس وقت ترقی کرتا ہے اور امن و امان کا گہوارہ بنتا ہے جب قانون امیر و غریب سب کے لیے ایک ہو۔انصاف میں تاخیر ظلم کے مترادف ہیں، عصر حاضر میں ہمارے معاشرے میں انصاف کا حصول انتہائی مشکل ہو گیا ہے اور جہاں انصاف کا حصول ممکن نہ ہو وہاں معاشرے میں سفاکی ،قتل و غارت گری ،بدامنی اور بہت سارے معاشر تی برائیاں جنم لیتی ہیں ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صرف طیبہ کی روشنی میں معاشرے میں عدل وانصاف کو از سرنو قائم کرے۔

(3)مذہبی و اخلاقی تربیت کا فروغ: مذہبی اور اخلاقی تربیت انسان کی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی کر دار ادا کرتی ہے۔ آج کا انسان جدید ٹیکنالوجی اور مادی ترقی کے باوجود ذہنی بے چینی ،اخلاقی پستی اور روحانی خلا کا شکار ہے ۔مذہبی اور اخلاقی تربیت ہی وہ ذریعہ ہے جوافراد کو سچائی ،امانت ،ہمدردی اور برداشت جیسے اوصاف سے آراستہ کرتے ہیں ۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین ، اساتذہ اور دینی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان نسل کو صرف علم ہی نہیں بلکہ ان کے اخلاقی اور روحانی تربیت بھی کرے تاکہ وہ معاشرے کے لیے ناسورنہ بنیں بلکہ ایک باکردار انسان بن سکیں۔

(4)خواتین کے حقوق کی فراہمی: اسلام نے عورتوں کو وراثت ،تعلیم اور نکاح جیسے بنیادی حقوق دیے ہیں لیکن عصر حاضر میں اب بھی اب بھی زمانہ جاہلیت کی طرح عورتیں بہت سے حقوق سے محروم ہیں ۔ہمارے معاشرے میں اب بھی عورت کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا ،اگر عورت اپنے حق کے لیے آواز اٹھائے ،تو ماں ،باپ بہن اور بھائی اس سے رشتہ نہ ناتا توڑ لیتے ہیں۔ اس طرح اب بھی عورت اپنی رضامندی سے نکاح نہیں کر سکتی اور اگر کہیں اپنی مرضی سے نکاح کریں بھی تو غیرت کے نام پر اسے قتل کر دیا جاتا ہے ۔اب بھی بہت سے علاقوں میں عورت تعلیم کے زیور سے محروم ہیں حالانکہ ایک عورت کو تعلیم دینا ،پورے خاندان اور معاشرے کو علم دینے کے برابر ہے ۔ اس لیے عصر حاضر میں خواتین کو وہ حقوق فراہم کرنے کی ضرورت ہے جو اسلام نے ان کو عطا کی ہیں۔ تبھی معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔

(5)اخوت و بھائی چارہ کا قیام: موجودہ دور میں اخوت و بھائی چارہ کی تعلیم پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ قوموں ،فرقوں اور طبقات کے درمیان فاصلوں کو کم کیا جا سکے۔اخوت کا نفاذ تعلیمی اداروں ،میڈیا اور معاشرتی اداروں کے ذریعے ممکن ہے ۔اگر امت مسلمہ کے درمیان اخوت و بھائی قائم ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو کمزور نہیں کر سکتی ۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم طیبہ کی روشنی میں دوبارہ مواخات کی سے فضا کو تشکیل

دیں ۔ کشمیر ، فلسطین اور غزہ کے عوام ہمارے ہی مسلمان بھائی ہیں بد قسمتی سے اگر ہم ان کے ساتھ براہ راست مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم اسرائیلی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر کے اخوت وبھائی چارے کے ایک معمولی اصول پر عمل کر سکتے ہیں۔

(6)سود کا خاتمہ اور فلاحی معاشی نظام کا قیام : "جب محمد ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شہر کی پوری معیشت پر یہودی قابض تھے۔ اور اس وقت معاشرے میں میں تین بڑی معاشی خرابیاں موجود تھی ،پہلی یہ کہ مارکیٹ میں جو اشیاء فروخت کرنے والے ہوتے تھے ان کو ان کی اشیاء کا مناسب رقم نہیں دیا جاتا تھا ،دوسرا یہ تھا کہ خریداروں کا استحصال تھا، خریداروں کو تاجر مہنگے اور ناقص اشیاء مہنگے دام و فروخت کرتے یعنی مارکیٹ کی طلب میں خرابی ،تیسری خرابی یہ تھی کہ معاشرے کا انحصار سودی کاروبار پر تھا ۔اگر ہم عصر حاضر میں موجودہ معاشی نظام کو دیکھیں تو اب بھی یہی تین بنیادی نقائص معاشرے میں موجود ہیں ۔جو ساتویں صدی کی ریاست مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت موجود تھیں ۔ "[47] اس لیے عصر حاضر میں بھی سید نا رسول ﷺ ہمارے لیے کامل نمونہ ہے، تو اسوہ حسنہ کی روشنی میں موجودہ معاشی نظام کو ایک فلاحی اصلاحی معاشی نظام میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرہ سود سے پاک ہو جائے اور زکوۃ و خیرات اور فلاحی اداروں کو مضبوط بنایا جائے تب ہی ایک خوشحال فلاحی معاشرے کا قیام ممکن ہے۔

(7)خاندانی نظام کی اصلاح کی ضرورت: خاندان نظام کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتی ہے ،جب خاندان مضبوط اور منظم ہو تو پورا معاشرہ مستحکم رہتا ہے ۔دور جدید میں مغربی ثقافت کی چکا چوند ،مادہ پرستی ،اخلاقی زوال، معاشرتی بےراہ راوی اور سوشل میڈیا کے منفی اثرات نے خاندانی نظام کو انتہائی متاثر کیا ہے۔نبی کریم ﷺ نے والدین اور اولاد کے جو حقوق متعین کیے ہیں ،ان کی صحیح ادائیگی سے ہی خاندانی نظام منظم ہو گا اور ایک منظم خاندان ایک صالح، پر امن اور باخلاق معاشرہ تشکیل دے گا۔

(8)میڈیا کا مثبت استعمال : عصر حاضر میں میڈیا نے پورے معاشرتی نظام کو اپنے لپیٹ میں لیا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا میڈیا کی رنگینیوں کا دلدادہ ہیں ۔ اگر چہ میڈیا کا مثبت استعمال رائے عامہ کی تشکیل ، شعور کی بیداری اور معاشرتی تبدیلی میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ لیکن عصر حاضر میں میڈیا کے مثبت استعمال کے بجائے منفی استعمال زیادہ ہے ۔میڈیا کا غلط استعمال منفی رجحانات ،غیر اخلاقی اقدار، فحاشی و عریانی اور تعصب پھیلا رہی ہیں ،جس کی وجہ سے خاص طور پر نوجوان طبقہ معاشرتی بےراروی کا شکار ہے ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاستی سطح پر میڈیا کے مثبت استعمال کو فروغ دیا جائے اور میڈیا پر شائع ہونے والا غیر اخلاقی اور فحاشی و عریانی کو پھیلانے عناصر پر پابندی لگائی جائے تب ہی معاشرہ ترقی کرے گا اور فلاح کی راہ پر گامزن ہو گا۔

خلاصۃ البحث :

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں فرد اور معاشرے کے اصلاح کا تصور پیش کرتا ہیں ۔اسلام نے جاہل عرب معاشرے کو ایک ایسے معاشرے میں تبدیل کیا جو عدل و انصاف ،مساوات ،اخوت اور معاشرتی حقوق پر مبنی تھا ،نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک ایسے معاشرہ جو گناہوں اور برائیوں کے دلدل میں پھنس چکا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاشرے میں عدل و انصاف قائم کر کے ایک منصفانہ معاشرے میں تبدیل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو معاشرے میں اعلی مقام مرتبہ عطا کیا اور بیٹی کو زندہ درگور کرنے کے قبیح رسم کا خاتمہ کیا اور بیٹی کو رحمت قرار دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں مساوات و برابری کی عمدہ مثالیں پیش کیے ہیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امیر و غریب سب برابر تھے ۔ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کی اصلاح کی اور غلاموں کے ساتھ رحمت میں شفقت

سے پیش آنے کی تاکید کی اور غلامی کی مروجہ صورتوں ختم کر کے صرف ایک صورت کو باقی رکھا یعنی صرف وہی لوگ یہ قیدی بنائے جائیں گے جو جنگ کے دوران گرفتار کیے جائیں ۔اسی طرح نبی کریم ﷺ نے معاشرے کی اصلاح کے لیے والدین ،اولاد ،رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے حقوق متعین کر کے معاشرے کی اصلاح کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمی اصلاحات نافذ کر کے معاشرے کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔معاشی اصلاحات کے ذریعے معاشرے سے سودی نظام کو ختم کر کے اسلامی معاشی نظام کی بنیاد رکھی جو بیت المال اور زکوۃ پر مشتمل تھی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرے اور جن حالات میں یہ معاشرتی اصلاحات نافذ کیں تو یہ بظاہر بہت مشکل کام تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملا اس پر عمل کر کے اس کو ثابت کر دکھایا۔ لہذا عصر حاضر میں بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک انفرادی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں تب ہی معاشرے کی اصلاح ہو سکے گی اور ریاست مدینہ کی طرح ایک مثالی معاشرے کا قیام ممکن ہو گا۔

---

[1]۔فیروزالدین،فیروزاللغات سنز پرائیوٹ لمیٹڈ،لاہور

2۔شاہدہ بی بی،مقالات سیرت،شعبہ تحقیق ومرجع مذہبی امورز کوٰت وعشر حکومت پاکستان،پوسٹ آفس فاؤنڈیشن پریس،اسلام آباد،2005،ص150

۔ابن اثیر، علی بن محمد حافظ،الکامل فی التاریخ،دار الصادر،بیروت،ج1،ص 502

3

[4]۔مبارک پوری، صفی الرحمٰن،الرحیق المختوم،مکتبہ سلفیہ،لاہور،مءئی2002،ص70

[5]۔کنزالعمال، محولہ سابقہ،ج2،ص129

[6]۔النحل:125

[7]۔عبدالجبار، محمد،سیرت مجمع کمالات،ص290

[8]۔البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب الحدود،باب کراہۃ الشفاعۃ دی الحد اذا رفع السلطان،مکتبہ لدھیانوی، کراچی،1439ھ،6788

[9]۔ہشام،ابو محمد عبدالملک بن ہشام،سیرت ابن ہشام،ادارہ اسلامیات،لاہور،ج2،ص733

[10]۔علوی،ڈاکٹر خالد،اسلام کا معاشرتی نظام،الفیصل،لاہور،2009،ص461

[11]۔النساء:19

[12]۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب ابوب الرضاع عن رسول اللہ،باب ماجاء حق المراۃ علی زوجھا،دار الکتب العلمیہ،2006ء،1162

[13]۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول الل،باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات،1914

[14]البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب الحدود،باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد اذا رفع الی السلطان،6788

[15]۔۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ،باب ومن سورۃ الحجرات،3270

[16]۔۔ہشام،ابو محمد عبدالملک بن ہشام،سیرت ابن ہشام،ادارہ اسلامیات،لاہور،ج4،ص250

[17]۔علوی،ڈاکٹر خالد،اسلام کا معاشرتی نظام،الفیصل،لاہور،2009،ص301

[18]۔الحجرات:13

[19]۔یوسف، صلاح الدین، مترجم: محمد جوناگڑھی، تفسیر احسن البیان، دارالسلام پبلشر، ریاض

[20]۔التکویر:8۔9

[21]۔النحل:58۔59

[22]۔تفسیر ابن کثیر، ج4، ص478

[23]۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول الل، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، 1914

[24]۔عثمانی، مولانا مفتی محمد رفیع۔ اسلام میں غلامی کا تصور، بیت العلوم، لاہور، ص7۔8

[25]۔آبادی، سعید احمد اکبر، اسلام میں غلامی کی حقیقت، مکتبہ جمال، لاہور، 2011ء، ص118

[26]۔البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ماینھی من اسباب واللعن، 6050

[27]البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب العتق، 2517۔

[28]آبادی، سعید احمد اکبر، اسلام میں غلامی کی حقیقت، مکتبہ جمال، لاہور، 2011ء، ص82۔

[29]۔النور:33

[30]۔علوی، ڈاکٹر خالد، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل، لاہور، 2009، ص252

[31]۔بنی اسرائیل:26

[32] البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اثم القاطع، 5984۔

[33]۔ایضا، کتاب الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، 5991

[34]۔الحجرات:10

[35]۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب ایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، 2442

[36]۔ہیکل، محمد حسین، حیات محمد ﷺ، مترجم ابو یحیٰ، ط اول، علم و عرفان پبلشر، ص389

[37]۔العلق:1

[38]۔رب، نواز، حضور ﷺ کا تعلیمی جدوجہد، ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ستمبر 2001ء، ص13

[39]۔اصفہانی، ابی نعیم احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء، ص342

[40]۔ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب فضل العلماء والبحث علی کل و مسلم، 224

[41]۔سیرت ابن ہشام، ج1، ص652

[42]۔رب، نواز، حضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ص19

[43]۔طاسین، مولانا محمد، سیرت رسول کا سیاسی پہلو، ادارہ دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد، اشاعت سوم، 1998ء، ص13

[44]۔الحشر:7

[45]۔۔ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجه، کتاب المناسک، باب خطبه یوم النحر، 3055

[46]۔امین، مفتی محمد، اصلاح معاشره، الامن کتابستان دیوبند، ص116

[47]۔احمد، محمد منیر، "سود کا خاتمه"، ماہنامه عالمی ترجمان القرآن، مئی2022